

سات کمروں کے اندر بند ہو کر کوئی نیکی یا بدی کرے، اللہ تعالیٰ اس کی نیکی یا بدی کو ظاہر کرے گا۔ اس کی تصدیق کلام الہی سے ہوتی ہے: ﴿وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ﴾ [ابن کثیر عن ابن ابی حاتم بسند حسن] اللہ تعالیٰ کا علم ہر چیز پر محیط ہے۔ اس سے آسمانوں یا زمینوں میں کوئی ذرہ مخفی نہیں۔ لہذا لوگوں کو چاہیے کہ خلوت و جلوت ہر جگہ اچھے کام کریں اور برائی سے مکمل اجتناب کریں تاکہ راز فاش ہونے پر رسوائی اور عذاب الہی کا سامنا نہ ہو۔ خلوت میں برائی کرنے والوں کا نقشہ اللہ تعالیٰ نے اس طرح کھینچا ہے: ﴿يَسْتَخْفُونَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُونَ مِنَ اللّٰهِ وَهُوَ مَعَهُمْ﴾ [النساء: ۱۰۸] ”لوگوں سے تو چھپ جاتے ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ سے نہیں چھپتے، جبکہ وہ ان کے ساتھ ہی ہوتا ہے، جب وہ راتوں کو اللہ کی ناپسندیدہ باتوں کے خفیہ مشورے کرتے ہیں۔ اس وقت بھی اللہ ان کے پاس ہوتا ہے اور ان کے تمام اعمال کو گھیرے ہوئے ہوتا ہے۔“ [ابن کثیر، ابن العثیمین، أحسن البیان]

**فائدہ نمبر ۲۲:** ﴿فَقُلْنَا اضْرِبُوهُ بِبَعْضِهَا﴾ بنی اسرائیل کو حکم ہوا کہ گائے کا کوئی حصہ مقتول کو مارو۔ اس ”حصے“ کے بارے میں قرآن و سنت میں کوئی وضاحت نہیں ہے۔ علمائے محققین کہتے ہیں کہ بعض مفسرین کی طرف سے اس مبہم حصے کی تعیین کی کوشش میں تکلف ہے۔ اس کی تحدید میں کوئی دینی فائدہ بھی نہیں ہے۔ اگر فائدہ ہوتا تو شریعت میں اس کی وضاحت ضرور ہوتی۔ طالب علموں کو قصے کے اصل مقصد اور عبرت کی طرف توجہ مرکوز رکھنا چاہیے۔ [ابن کثیر، الشوکانی، ابن العثیمین]

**فائدہ نمبر ۲۳:** اس واقعے میں اکثر مفسرین نے اسرائیلی روایات پیش کی ہیں، جن کے بارے میں حدیث: ”حَدِّثُوا عَنِ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَا حَرَجَ“ [ابوداؤد ۳۶۶۴، أحمد ۱۰۱۳۴ و صححه الأرئوط] وارد ہوا ہے۔ شیخ سعدی کہتے ہیں: اسرائیلی روایات الگ انداز میں بیان کرنا تو جائز ہے، لیکن یہ روایات ان انبیاء کرام سے ثابت نہیں ہیں۔ اس لیے نبی کریم ﷺ نے ان کی علمی حیثیت کو واضح فرمایا ہے: ”لَا تَصَدَّقُوا أَهْلَ الْكِتَابِ وَلَا تَكْذِبُوا هُمْ“ [البخاری ج: ۴۴۸۵، ۷۳۶۲] کیونکہ ان کے ثبوت میں واضح شک ہے۔ جبکہ قرآن مجید اپنے الفاظ اور معانی میں قطعی الثبوت ہے۔ اس لیے ان مجہول روایات کے ذریعے کتاب الہی کی تفسیر نہیں کرنی چاہیے۔ اکثر تلب تفسیر میں اس طرح کی روایات ان مصنفین کی طرف سے اس حقیقت سے چشم پوشی کی وجہ سے آئی ہیں۔ [السعدی]



## فضائل و آدابِ رمضان شریف

ابو محمد عبدالوہاب خان

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ: "قال الله تعالى: كل عمل ابن آدم له إلا الصوم، فإنه لي وأنا أجزي به، والصيام جنة، فإذا كان يوم صوم أحدكم فلا يرفث ولا يصخب، فإن سابه أحد أو قاتله فليقلل إني امرؤ صائم، والذي نفس محمد ﷺ بيده لخلوف فيم الصائم أطيب عند الله من ريح المسك، للصائم فرحتان يفرحهما: إذا أفطر فرح بفطره وإذا لقي ربه فرح بصومه."

**تخریج:** صحیح البخاری ۱۹۰۴، ۵۹۲۷، صحیح مسلم ۲۷۶۰، ۲۷۶۲، النسائی ۲۱۸۶-۲۱۸۸، ۲۲۱۶، والكبریٰ ۲۵۳۷، ابن ماجه ۱۶۳۸، صحیح ابن خزيمة ۱۸۹۶، صحیح ابن حبان ۳۴۲۳، مسند البزار ۷۷۲۳، مسند أبي يعلى ۵۹۴۷، ابن أبي شيبة ۸۹۸۷

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: آدمی کا ہر عمل اسی کے لیے ہے؛ سوائے روزہ کے، جو یقیناً میرے لیے ہوتا ہے اور میں ہی اس کا ثواب عطا فرماتا ہوں۔ روزہ ڈھال ہے؛ پس جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو، تو اسے نقش گوئی اور شور و غل سے پرہیز کرنا چاہیے۔ مگر کوئی اس سے گالم گلوچ پر اتر آئے یا لڑنے لگے تو اسے صاف کہ دے: یقیناً میں روزہ دار شخص ہوں۔ اس ذات کی قسم جس کے مبارک ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے، بلاشبہ (معدہ خالی ہونے کی وجہ سے) روزہ دار کے منہ سے آنے والی بوالہ پاک کے نزدیک کستوری سے بڑھ کر عمدہ شمار ہوتی ہے۔ روزہ دار کے لیے خوشی کے دو خاص مواقع ہیں: افطاری کرنے پر اسے خوشی ہوتی ہے، اور جب اپنے رب کے سامنے پیش ہوگا تو اپنے روزے پر اسے بڑی خوشی حاصل ہوگی۔"

**شرح:** کل عمل ابن آدم له: انسان کا ہر عمل اسی کے لیے ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ ہر عمل کی قبولیت پر کس قدر ثواب ملے گا، اس کی وضاحت کر دی گئی ہے۔ یہ مفہوم بعض روایات سے واضح ہوتا ہے: "يُضَاعَفُ"

الحسنة عشر أمثالها إلى سبعمائة ضعف [صحيح مسلم 2763، ابن ماجه 1638] یعنی ہر نیکی کا اجر دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک بڑھتا ہے۔ اس کی بیشی کا انحصار اندرونی طور پر انسان کی خشوع و خضوع کی کیفیت اور بیرونی طور پر دعوت اسلام کی راہ میں اس عمل کی اہمیت و ضرورت اور درپیش رکاوٹوں پر ہوتا ہے۔

انا اجزى به: میں ہی اس کا ثواب عطا فرمائوں گا۔ یعنی روزہ کی قبولیت پر اس کا ثواب مذکورہ بالا مقدار سے مقید نہیں، بلکہ رب العزت خود اپنی شان کریمی کے مطابق (بے تحاشا) عطا فرمائے گا۔

جَنَّة: ڈھال۔ یعنی خلاف تقویٰ امور سے اجتناب کا مؤثر ذریعہ ہے۔

فلا یرفت: رفت یرفت و یرفت: فحش گوئی اور خاص طور پر جماع سے متعلق بات کرنا۔

ولا یصخب: صخب یصخب صخبًا: شور مچانا، جو کہ سنجیدگی اور مروت کے خلاف عمل ہے۔

خلوف: أخلف بواکد لئنا یا خراب ہونا۔ خلوف خالی معدے سے آنے والی ناگوار بو کو کہتے ہیں۔

المسک: کستوری، یہ ایک خاص قسم کے ہرن کی ناف سے حاصل ہونے والا اعلیٰ عطر ہے۔

فروحة: خوشی، جو افطاری کے موقع پر روزے کی تکمیل اور غالباً قبولیت دعا کی وجہ سے اور رب تعالیٰ کے سامنے

پیشی کے موقع پر اجر و ثواب کی کثرت کی وجہ سے حاصل ہوگی۔

تمہید: فرمان الہی ہے: ﴿وَإِنْ تَعَدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا﴾ | النحل: ۱۸ | ”اگر تم اللہ کی نعمتیں

شمار کرنے لگو، تو ان کی گنتی ہی مکمل نہیں کر سکو گے۔“ اللہ تعالیٰ کی ان گنت نعمتوں میں سے مقصد تخلیق یعنی عبادت

الہی کی رہنمائی بھی بہت بڑی نعمت ہے، جس کے ذریعے ہم اپنے منزل مقصود ”جنت“ کو حاصل کر سکتے ہیں۔

”رمضان شریف“ کا مبارک مہینہ خیر و برکات اور اطاعت و عبادت کا زرین موقع فراہم کرتا ہے۔

جس میں عبادت کی بہت ساری اقسام ادا کی جاتی ہیں۔ ہمیں نعمتِ رمضان کا شکر ادا کرتے ہوئے اپنے

روزوں کو شرف قبولیت کے لائق بنانے کی خاطر ہر ممکن جدوجہد کرنی چاہیے، جس طرح ہمارے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ

اور اصحاب کرام رضی اللہ عنہم نے کر کے دکھائی ہے۔

**فضل صیام رمضان:** ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ

مَنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿ [البقرة: ۱۸۳] یہ اطاعت الہی اور اتباع سنت نبوی کا عظیم موسم ہے، جس میں



اللہ رب العزت اجر و ثواب اور خوب بخشش عطا فرماتا ہے، اور ہر طلب گار کے لیے بھلائی کے دروازے کھول دیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اذا جاء رمضان فُتِحَتْ أبواب الجنة و غُلِقَتْ أبواب النار و صُفِّدَت الشياطين“ [البخاري ح: ۱۸۹۸، مسلم ح: ۲۵۴۷ عن ابي هريرة ؓ] ”جب رمضان آتا ہے، تو جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں، دوزخ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیطانوں کو باندھ لیا جاتا ہے۔“

اعمال صالحہ کی کثرت ”جنت“ کی کنجیاں کھول دیتی ہے، بعض روایات میں ”آسمان“ کے اور بعض میں ”رحمت“ کے دروازے کھولے جانے کا ذکر ہے۔ اہل اسلام میں گناہ گاری کا گراف نیچے گرنے سے جہنم کے دروازے بند ہو جاتے ہیں اور سرکش شیطانوں کو جکڑ کر باندھ لیا جاتا ہے، جس کی وجہ سے وہ دیگر مہینوں کی طرح متحرک نہیں ہو سکتے۔

اللہ تعالیٰ نے ہم پر اس مہینے میں تین پہلوؤں سے احسان عظیم فرمایا ہے:

(۱) ایسی عبادتیں مقرر فرمائیں، جو گناہوں کا کفارہ اور درجات کی بلندی کے باعث ہوتے ہیں۔

(۲) اہل اسلام کو ایسے اعمال کی خاص توفیق عطا فرماتا ہے، جس کے بغیر ہم ان احکام کو بجا نہ لا سکتے تھے۔

(۳) روزے پر بے حساب اجر و ثواب کا فضل عطا فرمانے کی بشارت سے نوازا دیا۔

یقیناً زندگی میں رمضان المبارک کو پانا بہت بڑی نعمت ہے، ہم پر لازم ہے کہ اس کا حق ادا کرتے ہوئے برائی کی گندی وادی سے نیکی کی پاکیزہ شاہراہ کی جانب پلٹ آئیں۔ غفلت اور لہو و لعب سے متنفر ہو کر تلاوت اور ذکر الہی کی جانب لوٹ آئیں۔ فرمان نبوی ہے: ”وینادي فيه ملك: يا باغي الخير أقبل و يا باغي الشر أقصر، حتى ينقضی رمضان“ [الترمذی ح: ۶۹۲ و صححه الألبانی، النسائی ۲۱۰۷، ابن ماجہ ۱۶۴۲، أحمد ۱۸۸۱۷ و صححه الأرنؤط] ”اور اس میں فرشتہ اعلان کرتا رہتا ہے: اے نیکی کے شوقین! آگے بڑھ، اور اے برائی کے طلبگار! رک جا۔ یہاں تک کہ رمضان کا مہینہ نکل جائے۔“

”مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَ احْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ“ [البخاري ح: ۳۸، ۱۹۰۶]

”جس نے رمضان شریف کا روزہ پورے ایمان اور اجر و ثواب کی امید کے ساتھ رکھا، اس کے پچھلے سارے گناہ معاف کیے جاتے ہیں۔“ یعنی جو کوئی اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان، فرضیت روزہ پر خوشی اور اجر و ثواب کی طلب کے ساتھ روزے کا فریضہ اچھی طرح ادا کر کے تقویٰ شعار بن گیا، تو گناہوں سے پاک صاف ہو جائے گا۔

”الصَّلَاةُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ وَرَمَضَانَ إِلَى رَمَضَانَ مَكْفِرَاتٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ إِذَا



اجْتَنِبِ الْكِبَائِرَ“ [صحیح مسلم ۵۷۴ عن ابی ہریرۃ ؓ] ”پانچوں نمازیں، نماز جمعہ سے دوسرے جمعہ تک اور رمضان شریف اگلے رمضان تک کے گناہوں کا کفارہ بنتے ہیں، جب کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا جائے۔“

”الصَّيَامُ وَالْقُرْآنُ يَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يَقُولُ الصَّيَامُ: أَيُّ رَبِّ! مَنْعْتَهُ الطَّعَامَ وَالشَّهْوَةَ فَشَفَعْنِي فِيهِ وَيَقُولُ الْقُرْآنُ مَنْعْتَهُ النَّوْمَ بِاللَّيْلِ فَشَفَعْنِي فِيهِ، قَالَ ﷺ: فَيُشْفَعَانِ“ [مسند

ابن المبارک ۹۶، أحمد ۶۶۲۶، شعب الإيمان ۱۸۳۹، المستدرک ۲۰۳۶ عن عبد اللہ بن عمروؓ وصححه علی شرط مسلم، وصححه الألبانی مشکاة ۱۹۶۳] ”روزہ اور قرآن مجید قیامت کے دن بندے کے حق میں شفاعت کریں

گے۔ روزہ کہے گا: ”اے میرے رب! میں نے اسے دن کو کھانے پینے اور شہوت سے باز رکھا، پس اس کے حق میں مجھے شفاعت کی اجازت دیجیے۔“ اور قرآن مجید کہے گا: ”میں نے اسے رات کو سونے نہیں دیا ہے، پس اس کے حق میں میری سفارش قبول کیجیے۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ان دونوں کی سفارش قبول فرمائی جائے گی۔“

”لَا يَصُومُ عَبْدٌ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ إِلَّا بَاعَدَ اللَّهُ بِذَلِكَ الْيَوْمِ النَّارَ عَنْ وَجْهِهِ سَبْعِينَ خَرِيفًا“ [مسلم ح: ۲۷۶۷ عن ابی سعید الخدری ؓ] ”جو بندہ اللہ کی راہ میں ایک دن روزہ رکھے تو اللہ تعالیٰ اس دن کے بدلے میں آتش دوزخ کو اس کے منہ سے ستر سال کی مسافت تک دور کر دیتا ہے۔“

”إِنَّ لِلْجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ الرَّيَّانُ، يُقَالُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: أَيْنَ الصَّائِمُونَ؟ فإِذَا دَخَلُوا أُغْلِقَ ذَلِكَ الْبَابُ“ [البخاری ح: ۱۸۹۶ عن سهل بن سعد ؓ] ”یقیناً جنت کا ایک مخصوص دروازہ ہے، جس کا نام ہے ”ریان“ (بہت زیادہ سیراب و مطمئن کرنے والا) روز قیامت اعلان کیا جائے گا: روزہ دار کہاں ہیں؟ جب وہ اس میں داخل ہوں گے، تو اس دروازے کو بند کر دیا جائے گا۔“

## روزے کی حکمتوں کا بیان

{1} یہ ایک اہم بدنی عبادت ہے۔ بندہ اپنی فطری و نفسیاتی خواہشات کو قربت الہی کی خاطر ترک کر دیتا ہے۔ تاکہ روز قیامت اللہ اکرم الاکریم کے دارِ کرامت میں بلند مقام حاصل کر سکے۔ اس لیے وہ رب تعالیٰ کے محبوب اعمال کو اپنی محبوب چیزوں پر ترجیح دیتا ہے۔

{2} روزے کا اصل مقصد حصول تقویٰ ہے۔ ”تقویٰ“ کا پہلا مرحلہ یہ ہے کہ جن چیزوں سے اللہ تعالیٰ اور اس کے بندے ناراض ہوتے ہیں، ان سے بچنا۔ دوسرا مرحلہ یہ ہے کہ جن چیزوں سے اللہ تعالیٰ اور اس کے بندے خوش

ہوتے ہیں، ان کو خلوص نیت کے ساتھ ادا کرنا۔ یہی تقویٰ دلوں کا چوکیدار ہے، جو فی الحال روزے کو گناہوں کے ذریعے خراب ہونے سے بچاتا ہے۔ اور بقیہ زندگی کو گناہوں سے آلودہ ہونے سے بچاتا ہے۔ یہی وہ ”تزکیہ نفس“ ہے، جس کی خاطر نبی آخر الزمان ﷺ کے بعثت کی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا فرمائی تھی۔ ﴿رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝﴾ [البقرة: ۱۲۹] ”اے ہمارے رب! ان لوگوں میں ایک رسول مبعوث فرما جو ان پر آپ کی آیات کی تلاوت فرمائے، انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم سے روشناس فرمائے اور ان کے نفوس کو پاک کر دے۔ یقیناً آپ ہی غلبہ اور حکمت والے ہیں۔“ اور یہ ”تزکیہ نفس“ رسول اکرم ﷺ کے فرائض منصبی میں اہم مقام رکھتا ہے۔ اسی مقصد کے لیے اہل ایمان کی رو میں بے تاب رہتی ہیں۔

روزے اور تقویٰ کا تعلق واضح کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”مَنْ لَمْ يَدْعُ قَوْلَ الزُّورِ وَالْعَمَلَ بِهِ وَالْجَهْلَ فَلَيْسَ لِلَّهِ حَاجَةٌ فِي أَنْ يَدْعَ طَعَامَهُ وَشَوَابَهُ“ [البخاری ج: ۱۹۰۳ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ] ”جو شخص جھوٹی بات، جھوٹے کام اور جہالت سے نہیں بچتا، اللہ پاک کو اس کے صرف کھانا پینا چھوڑنے کی کوئی ضرورت نہیں۔“ پس مسلمان کو زندگی بھر عموماً اور روزہ کی حالت میں خصوصاً جھوٹی بات، جھوٹے کام اور جہالت سے بچنا ضروری ہے:

(۱) ”جھوٹی باتوں“ میں خطرناک ترین: شرکیہ اذکار و دعائیں، بہتان باندھنا، جھوٹ بولنا، گالی دینا اور اپنی ذات سے غیر متعلق باتوں میں الجھنا شامل ہیں۔ غیبت اور چغلی اگر چہ سچ ہوتی ہیں؛ لیکن شریعت میں شدید ممانعت کی وجہ سے انہیں بھی شرعاً روزے کی قبولیت میں رکاوٹ ڈالنے والی باتوں میں شمار کیا جاتا ہے۔

(۲) ”جھوٹے کام“ سے مراد دھوکہ دینا، خیانت کرنا، موسیقی یا گانے سننا، حرام چیزوں کو دیکھنا وغیرہ شامل ہیں۔

(۳) {3} روزہ دار کو ”جہالت“ سے بچنا بھی ضروری ہے۔ جہالت کی دو قسمیں ہیں:

(۱) ”جہل ضد علم“: یعنی شرعی احکام و آداب کے علم سے محروم ہونا۔ پیدائش سے موت تک انسانی زندگی میں عموماً پیش آنے والے مسائل کا علم ہر مسلمان کو ضرور حاصل کرنا چاہیے۔ مثلاً جسے روزے کے احکام کا علم نہ ہو، تو اس سے ایسے کام صادر ہونے کا خطرہ ہے، جن سے روزہ باطل ہو جائے یا قبولیت سے محروم ہو جائے۔

(۲) ”جہل ضد علم“: یعنی بے وقوفانہ و غیر سنجیدہ رویہ اختیار کرنا۔ قول و عمل میں خلاف ہدایت راہ اختیار کرنا۔

ان پہلوؤں سے روزے کے تقاضے پورے نہ کرنے والے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:



”اللہ تعالیٰ کو اس کے صبح سے شام تک بھوکا پیاسا رہنے سے کوئی غرض نہیں ہے۔“

{4} روزہ دار رمضان شریف میں اتباع سنت کی دانستہ تربیت حاصل کرے، تاکہ نہ صرف اس کا روزہ شرف قبولیت سے مشرف ہو، بلکہ آئندہ زندگی میں ہدایت مصطفوی کے مطابق چلنے کی کامیاب کوشش کر سکے۔

{5} روزہ بندے کو عزم صمیم سے مسلح کر کے اپنے رب سے ملاتا ہے۔ وہ روحانی ضروریات کی تکمیل کے لیے جسمانی ضروریات پر قابو کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ فطری رغبتوں کے بوجھ کو دبانے کا ہنر سیکھتا ہے۔ اس تربیت کی منزل سے کامیابی کے ساتھ گزرنے والا بندہ عقبات و رکاوٹوں کی گھاٹی عبور کرنے کا حوصلہ حاصل کرتا ہے۔ نفس کو پست کر کے اس پر قابو پاتا ہے، اور اسے احکام شریعت کے تابع بناتا ہے۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے نوجوانوں کو شادی ہونے تک بکثرت روزے رکھنے کی تلقین فرمائی ہے۔ [متفق علیہ]

{6} روزے میں مالداروں کو نعمت کی قدر کرنے کا عملی موقع ملتا ہے۔ اسے چاہیے کہ شکر کرتے ہوئے غریبوں کی حالت کو یاد کرے۔ درد مندوں اور ضعیفوں سے ہمدردی کرے۔ عصر حاضر میں اسلام دشمن طاقتوں کے ظلم و ستم کی تاب نہ لا کر زخمی، بیمار اور بے گھر ہونے والے اسلامی بھائی بہنوں کی حالت زار کو یاد کر کے ان کی طرف دست تعاون بڑھائے اور سارے مسلمان اپنے دینی بھائیوں کے حق میں اللہ تعالیٰ کے حضور پر خلوص دعائیں کریں۔

{7} روزے میں بندے کو صحت کے فوائد بھی حاصل ہوتے ہیں۔ کئی بیماریوں کے لیے روزہ نہایت مفید ہے۔ اس سے نظام ہضم کو راحت و سکون حاصل ہوتا ہے۔ اور جسم زائد فضلات سے پاک ہو جاتا ہے۔

ان فوائد کو حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ کھانے پینے میں سنت نبوی کے مطابق اعتدال قائم رکھا جائے۔ ”ما ملأ آدمی و عاءاً شراً من بطن“ [ابن ماجہ ۳۳۴۹ و صحیحہ الألبانی، أحمد ۱۷۲۲۵، الحاکم ۷۹۴۵ و صحیحہ و وافقہ الذہبی] ”آدمی پیٹ سے بدتر کسی برتن کو نہیں بھرتا۔“

اور جن بیماریوں میں روزہ نقصان دہ ہے، ان میں شریعت بندے کو رعایت دیتی ہے۔

{8} روزہ دار کھانے پینے کے امور پر خوب کنٹرول کرتے ہوئے دن بھر سگریٹ، پان، نسوار وغیرہ جملہ منشیات سے پرہیز کرتا ہے۔ اسی کنٹرول کورات کے وقت بھی جاری رکھ کر انسان رمضان المبارک کی برکت سے زندگی بھر کے

لیے ان گندی عادتوں سے بچ سکتا ہے۔ ”نہی عن کلّ مُسکِرٍ و مفسِرٍ“ [ابوداؤد ۳۶۸۸، أحمد ۲۶۶۷۶ عن ام سلمہ] ”نبی ﷺ نے ہر نشہ آور اور عقل میں فتور پیدا کرنے والی چیز سے منع کیا۔“

## رمضان المبارک کے استقبال کی تیاری:

روزے کی تیاری کے سلسلے میں درج ذیل احکام کا خیال رکھنا چاہیے:

[1] ماہ رمضان کی تعیین کے لیے شعبان کے ہلال کو دیکھنے کا اہتمام:

فرمان نبوی ہے: ”أَحْضُوا هَلَالَ شَعْبَانَ لِرَمَضَانَ“ [الترمذی ۶۸۷ وحسنہ الألبانی، الدارقطنی ۲۱۷۴، البیہقی ۸۱۹۴، الحاکم ۱۰۴۸ عن أبي هريرة ؓ وصححه علی شرط مسلم] ”ماہ رمضان المبارک کی خاطر ماہ شعبان کے ہلال کا اہتمام کیا کرو۔“

”إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَتَحَفَّظُ مِنْ هَلَالِ شَعْبَانَ مَا لَا يَتَحَفَّظُ مِنْ غَيْرِهِ، ثُمَّ يَصُومُ بِرُؤْيَا رَمَضَانَ، فَإِنْ غَمَّ عَلَيْهِ عَدُّ ثَلَاثِينَ يَوْمًا ثُمَّ صَامَ.“ [أحمد ۲۵۲۰۲ وصححه الأرئوط، ابن خزيمة ۱۹۱۰، ابن حبان ۳۴۴۴، البیہقی ۸۱۹۳، الحاکم ۱۰۴۰ عن عائشة ؓ وصححه علی شرطهما] ”رسول اللہ ﷺ ماہ شعبان کے ہلال کا اتنا اہتمام فرماتے جتنا دوسرے مہینوں کا نہ فرمایا کرتے، پھر ہلال رمضان دیکھ کر روزہ رکھ لیتے۔ اگر بادل چھا جاتا تو تیس دن شمار کرنے کے بعد روزہ رکھ لیتے۔“

جو مومن رمضان المبارک کے استقبال کی خاطر ماہ شعبان کے چاند کو دیکھنے کی کوشش کرے گا، وہ خوش نصیب رمضان شریف کے چاند کا اہتمام یقیناً کرے گا۔

[2] رُؤْيَا هَلَالَ هَلَالَ شَعْبَانَ: ”اللَّهُمَّ اهْلُءْ عَلَيْنَا بِالْإِيمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْإِسْلَامِ، رَبِّي

وَرُبُّكَ اللَّهُ“ [الترمذی ۳۴۵۱ وحسنہ وصححه الألبانی، أحمد ۱۳۹۷، ابویعلیٰ ۶۶۱، عبد بن حمید ۱۰۳ عن طلحة بن عبيد الله ؓ] ”اے اللہ! اسے ہم پر برکت، ایمان، سلامتی اور فرمان برداری کے ساتھ طلوع فرما۔ (اے چاند!) اللہ تعالیٰ ہی میرا اور تیرا رب ہے۔“

[3] اخلاص فی الدین: ماہ رمضان المبارک کے روزوں کو رب ذوالجلال کی بارگاہ اقدس میں شرف قبولیت

کے لائق بنانے کا پختہ ارادہ کرنا اور اس کی توفیق کے لیے دعا مانگنا چاہیے۔ رمضان شریف کا مہینہ نصیب ہونے پر اللہ کا شکر بجالانا چاہیے۔ کتنے ہی لوگ موت یا بے بسی ولا چاری کی وجہ سے اس سال روزے کے زریں موقع سے محروم ہو گئے۔ اور کتنے ہی بد نصیب عدم توفیق کی پھٹکار پڑ کر اس نعمت عظمیٰ سے محرومیت کی دلدل میں پھنسے ہیں۔

[4] استقبال رمضان کے لیے اسلامی فطرت کے تقاضوں کے مطابق صفائی تھرائی کا اہتمام بھی ہونا چاہیے۔





## آدابِ روزہ:

{1} روزے کے دوران فرض و مسنون عبادات کی خاص پابندی کرنا چاہیے، جن میں سے اہم ترین چیز نماز

ہے۔ اسے خشوع و خضوع کے ساتھ مسجد میں باجماعت ادا کرنا مطلوب ہے۔

{2} رمضان شریف کی اولیں عبادت نماز تراویح ہے، جو یکم تاریخ کو نماز عشاء کے بعد شروع ہوتی ہے۔

نماز تراویح و ترسمیت گیارہ رکعات ہیں۔ مزید نوافل بھی جتنے چاہیں پڑھ سکتے ہیں؛ البتہ سکون و اطمینان سے بارگاہِ الہی

میں قابل قبول نماز ہونی چاہیے۔ مکمل تراویح و ترسمیت امام کی اقتدا میں ادا کرنا ہی شرعی قیام اللیل ہے۔ فرمانِ نبوی

ہے: ”إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا صَلَّى مَعَ الْإِمَامِ حَتَّى يَنْصَرِفَ حُسْبَ لَهُ قِيَامُ لَيْلَةٍ“ [النسائی ج: ۱۳۶۴ و صحیحہ

الالبانی] ”جو شخص امام کے ساتھ اس کے فارغ ہونے تک نماز پڑھے، اس کے لیے قیام اللیل لکھا جاتا ہے۔“

{3} سحری آخری وقت میں کھانا مسنون ہے۔ سحری کھاتے وقت روزے کی ادائیگی کے لیے تقویت حاصل

کرنے کا ارادہ کرنا چاہیے۔

{4} دورانِ روزہ ہر قسم کے حرام اقوال و افعال سے مکمل اجتناب کرنا لازم ہے۔ بندہ اپنے جسمانی اعضاء سے

ایسا کوئی کام نہ کرے جو روزے کی صحت کے لیے نقصان دہ ہو۔ خاص طور پر اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والی باتوں سے

زبان کی حفاظت کرنا چاہیے۔ بیہودہ اور وقت ضائع کرنے والے کھیلوں سے اجتناب کرنا چاہیے۔

{5} حواسِ خمسہ کی مکمل حفاظت کرنا کہ ان کے ذریعے روزے کو خراب کرنے والی کوئی چیز باہر سے بندے پر

اثر انداز نہ ہونے پائے۔ موسیقی و فحش گانا سننے، فضول قصہ کہانیاں پڑھنے اور الیکٹرانک میڈیا پر فلمیں وغیرہ دیکھنے جیسے

امور سے پرہیز کرنا چاہیے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا قول ہے: ”إِذَا صَمْتَ فَلْيَصُمْ سَمْعُكَ وَبَصْرُكَ وَلِسَانُكَ

عَنِ الْكُذْبِ وَالْمَحَارِمِ، وَدَعْ أَذَى الْخَادِمِ، وَليكنْ عَلَيْكَ وَقَارٌ وَسَكِينَةٌ يَوْمَ صَوْمِكَ، وَلَا

تَجْعَلْ يَوْمَ فِطْرِكَ وَيَوْمَ صَوْمِكَ سَوَاءً“ [مصنف ابن أبي شيبة ۸۹۷۳، شعب الإيمان ۱۳۳۷] ”جب تو

روزہ رکھے، تو تیرے کان، آنکھ اور زبان کو جھوٹ اور حرام چیزوں سے رک جانا چاہیے۔ خادم کو تکلیف نہ دو۔ روزے

کے دن تجھ پر وقار، سکون و شبیدگی طاری ہونا چاہیے۔ روزے کے دن اور دوسرے دن کو ایک جیسا نہ ہونے دو۔“

{6} تلاوت و تعلیم قرآن: فرمانِ الہی ہے: ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ﴾ اس آیت میں

رمضان شریف کو قرآن مجید سے خاص نسبت ثابت فرمایا گیا ہے۔ جس میں اس مبارک مہینے کو علوم قرآنی کے حصول اور

تلاوت قرآن کے لیے غنیمت جاننے کی تلقین کا واضح اشارہ ہے۔

{7} سخاوت کا مہینہ: "كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَجْوَدَ النَّاسِ، وَكَانَ أَجْوَدَ مَا يَكُونُ فِي رَمَضَانَ حِينَ يَلْقَاهُ جِبْرِيلُ ﷺ، وَكَانَ يَلْقَاهُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ الْقُرْآنَ، فَلَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ" [البخاري ح: ۱۹۰۲ عن ابن عباس ؓ] "اللہ کے رسول ﷺ سب سے بڑھ کر بخشنے والے تھے۔ اور آپ ﷺ کی سخاوت میں سب سے زیادہ عروج ماہ رمضان میں آتا تھا، جب حضرت جبریل علیہ السلام آپ ﷺ سے ملتے۔ اور وہ رمضان کی ہر رات ملتے اور آپ ﷺ کے ساتھ قرآن مجید سنتے سنا تے تھے۔ پس اللہ کے رسول ﷺ چلتی ہوئی ہوا سے زیادہ ہر بھلائی میں سخاوت کرتے تھے۔"

آپ ﷺ کی سخاوت تعلیم و تربیت، جسم و جان کھانے اور مال و دولت خرچنے جیسی ہر بھلائی پر مشتمل ہوتی تھی۔

{8} رمضان شریف کو نیند، غفلت اور سستی و کاہلی کا مہینہ نہیں بنانا چاہیے؛ بلکہ قوت ارادہ کو پختہ کر کے نیک کاموں کی ادائیگی کے لیے اس مہینہ کو غنیمت جاننا چاہیے۔ اللہ کے رسول ﷺ اور جاں نثار اصحاب کرام ؓ نے کئی اہم غزوات ماہ رمضان میں فتح کی ہیں۔ [انظر: صحيح مسلم ۲۶۶۰-۲۶۶۲]

{9} رمضان شریف کے دوران صفائی و پاکیزگی، مسواک وغیرہ کا خاص اہتمام اور شرعی حدود کے اندر زینت اور خوشبو کا استعمال بھی کرنا بہتر ہے۔ فرمان الہی ہے: ﴿إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ﴾ [البقرة: ۲۲۲] "یقیناً اللہ تعالیٰ خوب توبہ کرنے والوں اور خوب پاک صاف رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔"

عبداللہ بن مسعود ؓ کہتے ہیں: "إِذَا كَانَ صَوْمُ أَحَدِكُمْ فَلْيُصْبِحْ دَهِينًا مَتْرَجًا" [البخاري تعليقا باب ۲۵ اغتسال الصائم] "روزہ دار کو صبح تیل لگانا اور کنگھی کرنا چاہیے۔" امام ابن جریر اسلاف کے بارے میں بیان کرتے ہیں: "آخری عشرے کی ہر رات غسل کرنے کو پسند کرتے تھے۔"

{10} سورج غروب ہونے پر افطاری میں تاخیر نہیں کرنا چاہیے۔ فرمان مصطفوی ہے: "لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَلُوا الْفِطْرَ" [صحيح مسلم ح: ۲۶۰۸] "لوگ اس وقت تک بھلائی پر قائم رہیں گے، جب تک افطاری جلدی کرتے رہیں۔"

(۱) یعنی جب تک اہل اسلام میں روزہ رکھنے کا اہتمام عام ہوگا اور سورج غروب ہونے کے بعد "احتیاط" کے نام پر، یا "کثرتِ ثواب" کے وہم پر دیر کرنے کا رجحان نہیں ہوگا، اس وقت تک امت اسلامیہ پر نیکی غالب رہے گی۔

{11} افطاری کر کے یہ دعا کریں: ”ذَهَبَ الظَّمَا وَابْتَلَّتِ العُرُوقُ وَنَبَتَ الأَجْرُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ“

[ابوداؤد ۲۳۵۹ و حسنہ الألبانی] ”پیارا بھگئی، رگیں بھگ گئیں اور اللہ پاک نے چاہا تو اجر بھی حاصل ہو گیا۔“

{12} افطاری سے فارغ ہو کر نماز مغرب اول وقت میں ادا کرنا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا: کون

سائل افضل ہے؟ تو ارشاد فرمایا: ”الصلاة في أول وقتها“ [ابوداؤد ۴۲۶۵ عن أم فروة، ابن خزيمة ۳۲۷، ابن حبان

۱۴۷۵ عن ابن مسعود ﷺ و صححه الألبانی، الدارقطني ۹۷۱ عن ابن عمر ﷺ] ”اول وقت میں نماز ادا کرنا۔“

لہذا حسب ضرورت کھانا نماز مغرب کے بعد ہی کھا لینا چاہیے۔

{13} عمرہ کی ادائیگی: فرمان نبوی ہے: ”عمرة في رمضان تعدل حجة“ [البخاري ح: ۱۷۸۲،

مسلم ۲۲۴ (۱۲۵۶) عن ابن عباس ﷺ] ”رمضان شریف میں عمرہ حج کرنے کے برابر فضیلت رکھتا ہے۔“ ☆

☆ رمضان شریف میں عمرہ کی فضیلت سے متعلق ام مفضل الناصریہ کے واقعے میں عبد اللہ بن عباس ﷺ سے مروی فرمان نبوی ہے:

”فإن عمرة في رمضان تقضي حجة معي“ [صحيح البخاري ۱۸۶۳] ”رمضان میں عمرہ میرے ساتھ حج کی قضا کرتا ہے۔“

یعنی رمضان شریف کا عمرہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج ادا کرنے کے برابر ثواب رکھتا ہے۔ ”عمرة في رمضان تعدل حجة معي“

[ابوداؤد ۱۹۹۰، ابن خزيمة ۳۰۷۷، سنن البيهقي الكبير ۱۲۲۶۹، المستدرک للحاکم ۱۷۷۹، معجم الطبراني

الكبير ۱۲۷۳۸] ابن عباس ﷺ کی روایات میں ”معي“ کا لفظ شامل ہونے میں اختلاف ہے۔ صحيح مسلم ۳۰۹۷،

الترمذي ۹۳۹، النسائي ۲۱۱۰، ابن ماجه ۲۹۹۴، أحمد ۲۰۲۵، ۲۸۰۹، ابن حبان ۳۶۹۹، ۳۷۰۰، مسند البزار

۴۷۸۷، ۵۱۶۶، النسائي الكبرى ۲۴۳۱، ۴۲۰۹، البيهقي الكبرى ۹۰۰۳، المستدرک ۱۷۷۹، سنن الدارمي

۱۸۵۹ اور معجم الطبراني الكبير ۱۱۲۴۷ میں یہ اضافہ نہیں ہے۔

دیگر صحابہ کرام ﷺ: حضرت علی ﷺ، مسند البزار ۶۳۶، عبد اللہ بن الزبیر ﷺ، معجم الطبراني الكبير ۳۷، ام مفضل:

أحمد ۲۷۳۲۶-۲۷۳۲۹، ۲۷۳۳۲، ابن خزيمة ۳۰۷۵، النسائي الكبرى ۴۲۱۲، ۴۲۱۳، المعجم الكبير

۱۶۹۴۱، سنن الدارمي ۱۸۶۰، ابو مفضل ﷺ: ابن ماجه ۲۹۹۳، وهب بن خنيس ﷺ: ابن ماجه ۲۹۹۱، مسند أحمد

۱۷۶۳۷، ۱۷۶۹۷، النسائي الكبرى ۴۲۱۱، الطبراني الكبير ۱۷۸۱۳، ۱۷۸۱۴، هرم بن خنيس ﷺ: ابن ماجه

۲۹۹۲، أحمد ۱۷۶۳۵، ۱۷۶۳۶، الأحمري ﷺ: معجم الصحابة ۱۴۱ سب میں ”معي“ کا اضافہ نہیں ہے۔

اہل علم سے التماس ہے کہ اس لفظ کی اصولی حیثیت کے بارے میں راقم کی رہنمائی کریں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

## آخری عشرے کے خاص اعمال:

”كَانَ يَجْتَهِدُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مَا لَا يَجْتَهِدُ فِي غَيْرِهِ“ [مسند أبي عوانة باب ٤٩ وصححه الألباني] ”اللہ کے رسول ﷺ رمضان شریف کے آخری عشرے میں (عبادت الہی میں) اتنی محنت فرماتے، جتنی دیگر اوقات میں نہیں کرتے تھے۔“

[1] شبِ قدر کی تلاش: فرمانِ نبوی ہے: ”مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ“ [البخاري ح: ١٩٠١] ”جو کوئی شبِ قدر کو ایمانِ کامل اور خالص حصولِ اجر کی خاطر قیام کرے، اس کے پچھلے گناہ معاف کیے جاتے ہیں۔“ ”كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ نَشَدَ مَنَزْرَهُ وَأَحْيَا لَيْلَهُ وَأَيَقِظُ أَهْلَهُ“ [البخاري ح: ٢٠٢٤، مسلم ٢٨٤٤ عن عائشةؓ] ”رمضان کا آخری عشرہ داخل ہونے پر اللہ کے رسول ﷺ کمر ہمت کس لیتے، شبِ بیداری کرتے اور اہل بیت کو جگا کر رکھتے تھے۔“

[2] اعتکاف: ”كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ“ [مسلم ح: ٢٨٤٥]

”رسول اللہ ﷺ اپنی وفات تک رمضان شریف کا آخری عشرہ اعتکاف کرتے رہے۔“

”اعتکاف“ عبادتِ الہی کے لیے بالکل فارغ ہونے کا نام ہے۔ سعادت مند بندہ تمام دنیاوی مصروفیات سے کنارہ کشی اختیار کرتا ہے اور اپنے خیالات کو بھی دنیا سے نکال کر آخرت کے دھیان سے بھرنے کی کوشش کرتا ہے۔

[3] رویتِ ہلال: ہلال دیکھنے کی کوشش نہ کرنا سنتِ نبوی و سیرتِ اسلاف کے خلاف ہے۔ محض ریڈیو پر اکتفا کرنا درست طریقہ نہیں۔ اہل نظر خود ہلال دیکھ کر رویتِ ہلال کمیٹی کو اطلاع دینے کی کوشش کریں۔

## ماہِ رمضان کے بعد کی خاص عبادات:

{1} فطرانہ: شوال کا مہینہ شروع ہونے سے لے کر صبحِ نمازِ عید تک فطرانہ ادا کرنے کا وقت ہے۔ ”فرض

رسول اللہ ﷺ زكاة الفطر صاعاً من تمرٍ أو صاعاً من اشعير على العبد والحر والذکر والأنتی والصغير والكبير من المسلمين وأمر بها أن تؤدى قبل خروج الناس إلى الصلاة“ [البخاري ح: ١٥٠٣، مسلم ح: ٢٣٢٥، ٢٣٣٠] ”رسول اللہ ﷺ نے ہر غلام و آزاد، مرد و عورت، چھوٹے بڑے مسلمان پر فطرانہ ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو فرض کیا۔ اور اسے لوگوں کے نمازِ عید کے لیے نکلنے سے پہلے ادا کرنے کا حکم فرمایا۔“ ”فرض رسول اللہ ﷺ